اعجازِ قرآن

(از مولوی محمد عظیم الدین صاحب نسیم مئو بازید پوری متعلم دار العلوم احمدیہ سلفیہ (دربھنگہ)

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ ترجمہ اگر اتارتا میں اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو تو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

برادران اسلام! ابتدائے آفرینش سے ایک دو نہیں۔ سو دو سو نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ضلالت وگمراہی جہالت ونادانی کی تاریکیاں دور کرنے کیلئے اس صفحہ ہستی پر تشریف لائے اور ہر ایک کو کوئی نہ کوئی معجزہ بارگاہ ایزدی سے ضرور عطا کیا گیا۔ کسی کو عصا کا معجزہ دیا گیا تو کسی کو معجزہ ید بیضا سونپا گیا۔ مگر چونکہ وہ لوگ کسی خاص قوم کسی خاص گروہ کسی خاص قبیلہ کسی خاص جماعت کے ہادی بنکر آئے۔ اسوجہ سے انکا معجزہ بھی ایک خاص وقت کیلئے اور فوری تھا۔ جب ان لوگوں نے دار فانی سے دار بقا کو سدھارا تو ان کا معجزہ بھی ان کے ساتھ ملک عدم کو جاچلا۔ مگر ہمارے سید کونین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے ہادی تمام عالم کے راہبر سارے جہان کے ریفارمر بنکر آئے اس وجہ سے انھیں ایک ایسا معجزہ دیا جانا چاہیے تھا جو کہ ابدی اور سرمدی ہو۔ پس یہی وہ قرآن ہے جو کہ آپ کو بطور معجزہ بارگاہ ایزدی سے عنایت کیا گیا۔

چنانچہ جسوقت سے یہ قرآن اترا اس وقت سے آج تک اس کا ہر ہر سطر، ہر ہر حرف اپنی جگہ لوہے کی لکیر کی مانند قائم اور باقی ہے اور رہیگا۔ کیوں نہ ہو جبکہ خود اس معجزہ کا عطا فرمانے والا یہ چیلنج دیتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ یعنی ہم نے قرآن اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جسوقت قرآن آیا اور اس کو کفار پر بیان کیا جانے لگا تو وہ کہنے لگے۔ هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ بھائی یہ تو جادو ہے ہر گز نہیں مانیں گے۔ جب کفار کا یہ دعویٰ ہوا تو اللہ نے یہ اعلان کیا بلکہ تعدی کی فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ تم جو یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے تو تمہارے ملک میں بھی بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے ساحر بڑے بڑے شعرا موجود ہیں۔ اس کے مثل دس سورتیں بنا کر لاؤ۔ اس اعلان پر سارے عرب کی گردنیں خم ہوگئیں اور اس کے لانے سے عاجز اور قاصر رہے۔ تو اللہ نے پھر اس سے کم کرکے یہ اعلان کیا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۝ کہ لاؤ اس کے مانند ایک سورہ بھی جب میں سمجھوں کہ تم اپنے قول میں سچے ہو۔ اس چیلنج پر بھی عرب کی تمام قومیں عاجز وناکام رہیں۔ تو پھر اللہ نے اس سے بھی کم کر دیا اور یہ تعدی کسی کہ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ جب تم ایک سورہ کے لانے سے بھی مجبور رہے تو کم از کم ایک بات بھی اس کے مانند لاؤ۔ مگر پھر بھی اسکا جواب دینے سے بھی مجبور رہے تو کم از کم ایک بات بھی اس کے دیا۔ بھائی۔ وہ لا کس طرح سکتے ہیں جبکہ یہ پیشنگوئی کر دی گئی۔ اور ببانگ دہل یہ اعلان کر دیا گیا

یہ چیلنج دیدیا گیا کہ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا ۔ کہ اے رسول اللہ آپ ڈنکے کی چوٹ یہ کہدیجئے کہ اگر تمام جن وانس مل جُل کر بھی اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو بھی ہرگز ہرگز نہیں لاسکتے ہیں۔ جب کفار نے دیکھا کہ یہ تو اپنے دعوے میں سچا اور پکا نکلا۔ اور یہ دیکھتے ہیں کہ جو اس کی باتیں سنتا ہے اسی کی گیت گانے لگتا ہے کوئی ایسی صورت نکالو تاکہ اسکے دام میں نہ پھنسیں۔ اور یہ صورت تجویز کی لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ کہ جب یہ قرآن وہاں پر پڑھا جائے تو وہاں پر شور وغوغا مچانا شروع کردو تاکہ نہ سنیں اور نہ اسکا اثر ہمارے دلوں پر ہو۔ بس یہی آخری صورت اس سے بچنے کی ہے۔ باوجودیکہ ان کفار کا یہ شور کرنا قرآن نہ سننے کی تجویز تھی مگر اس قرآن نے اپنا اثر کرکے ہی چھوڑا۔ چنانچہ وہ طفیل دوسی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو نہ سننے کی غرض سے کانوں میں روئی کی ڈاٹ ڈالکر چلتا تھا تاکہ اس کے دام میں پھنسنے سے بچے رہیں مگر بالآخر قرآن نے اپنا کام کرہی لیا۔

حضرت عمرؓ فاروق کا واقعہ معروف ومشہور ہے جو وقت کہ وہ عزم مصمم کرکے گھر سے نکلتے ہیں کہ آج شارع اسلام کا خاتمہ کردوں اس کی زندگی کو موت سے بدلدوں۔ اس ارادہ بد اور خیال فاسدہ کو دلمیں جگہ دیکر جارہے تھے کہ راستے میں ان سے کسی نے کہا تم کہاں جارہے ہو۔ جس کے ناپید کرنے کے ارادے سے تم جارہے ہو خود تمہاری بہن اس کے دائرے میں جا پہنچی ہے۔ یہ سنکر عمرؓ بہت طیش میں آتا ہے اور اپنے عزم بالجزم سے منحرف ہوکر بہن کے پاس پہنچتے ہیں پھر اس غریب کو بے طرح مارتے ہیں۔ آخر ان کی ہمشیرہ محترمہ نے کہا۔ بھائی جان! میں جس بھید کو جس کنہہ وباریکی کو جانکر ایمان لائی ہوں اس سے آپ ناواقف ہیں ذرا آپ بھی سنئے کہ آخر یہ ہے کیا آیا جادو ہے یا شعر یا اور کوئی دوسری چیز۔ یہ کہہ کر انھوں نے سورہ طٰہٰ کی چند آیتیں سنادیں۔ جن کو سُنکر کل کا عمر آج فاروق بنجاتا ہے اور بے اختیار کہہ اٹھتا ہے ما ھٰذا قول البشر۔ یہ تو انسان کا کلام نہیں۔

یہی نہیں بلکہ اس قسم کی بے نظیر مثالیں آپ کو ملینگی۔ جو وقت کفار قریش نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنے کام سے باز نہیں آتا بلکہ اور زیادتی ہی پیدا کرتا جاتا ہے تو اپنے سردار عتبہ بن ربیعہ کو صرف اس غرض سے بھیجا کہ اسکو اپنے کام سے رکنے کیلئے کہو عتبہ بن ربیعہ نے رسول اللہ سے کہا کہ اے محمدؐ تم ہمارے ان معبودوں کو جن کی ہم عبادت کرتے ہیں کیوں بُرا بھلا کہتے ہو؟ ہمارے ان بتوں کو جنکی ہم پرستش کرتے ہیں کیوں مذمت کرتے ہو؟ ہمارے اس فعل کو جو کہ آبا واجداد کے زمانے سے کرتے آرہے ہیں کیوں روکتے ہو؟ سنو اگر تمہیں مال کی خواہش ہی تو ہم تمہارے سامنے سونے اور چاندی کے ڈھیر لگادیں اگر تمہیں سرداری کی خواہش ہے تو کہو ہم تمہیں اپنا سردار ماننے کو تیار ہیں اگر تمہاری نظر کسی حسین دوشیزہ پر پڑگئی ہو تو کہو ہم اسکو تمہارے حوالہ کردینگے۔ آپؐ نے ان تمام سوالوں کا صرف ایک جواب دیا کہ نہیں، مجھے ان میں سے کسی چیز کی بھی خواہش نہیں۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ یہ ہے یہ کہکر سورہ کی چند آیتیں سنائیں۔ یہ آیتیں سحر کا کام کرتی ہیں وہ مسحور ہوجاتا ہے اور بے تحاشا بول اٹھتا ہے ما ھذا قول البشر چنانچہ جب وہ اپنے قبیلہ میں جاتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ بھائی میں نے تو فصحاء کی فصاحت بھی دیکھی۔ بلغاء کی بلاغت کا بھی معاینہ کیا۔ حکماء کی حکمت کو بھی جانچا مگر محمدؐ کا کلام تو ایک نرالا کلام ہے اس میں ان سب سے ایک جداگانہ حیثیت دکھائی دیتی ہے۔ دیکھا آپنے یہ ہے قرآنی معجزہ ۔